مدارس کا دفاع کیسے کریں؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب

[آج مدارس اسلامیہ تاریخ کے نازک ترین موڑ سے گزر رہے ہیں، دینی حلقوں میں بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ رہی ہے۔ استعماری طاقتیں آئے روز، مراکز اسلامیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ کئی سال قبل جامعہ خیرالمدارس ملتان میں وفاق المدارس العربیہ کی تشکیل کے موقع پر یادگار اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ (فاضل وسابق مدرس دارالعلوم دیوبند و بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے مدارس کے دفاع کے سلسلہ میں یادگار خطاب فرمایا تھا۔ ابتلاء و آزمائش کے اس دور میں اس خطاب کی افادیت آج بھی ماضی کی طرح مسلم محسوس ہوتی ہے۔ اسی امید پر یہ خطاب قارئین ماہنامہ وفاق المدارس کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔.......... ادارہ]

صدر محترم و اکابرین اور بزرگوں نے آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت حکومت کا جو ارادہ ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ دین کا استحصال کرے، کارخانوں کا، زمینوں کا استحصال کر لیا، اب وہ دین کو بھی اپنی لونڈی بنانا چاہتے ہیں۔ جیسے اکبر نے دین کے نام سے لادینی تحریک چلائی، بالکل یہی مقصد ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں انگریز کے ساتھ اصل جہاد علماء نے کیا، ہزاروں علماء پھانسی کے تختے پر لٹکائے گئے بڑے مقدس لوگ شہید ہوئے، لیکن اس کے نتیجہ میں عیسائیت اس ملک میں قدم جمانے کی سعی میں کامیاب نہ ہوئی۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے جہاد کے ان مرحلوں کے بعد دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ ایک استاد ملا محمود اور شاگرد محمود جو آگے چل کر شیخ الہند بنے درخت کے نیچے بیٹھ کر۔ اور انگریز نے تشدد سے کام لیا ۱۸۵۷ء کے جہاد میں...... اس کے بعد سرسید نے علی گڑھ کی بنیاد رکھی اور بے شمار مشن بھی یورپ سے تبلیغ کے لیے آتے رہے، مگر اسلام ان تمام مخالفتوں اور آلات حرب و ضرب کے باوجود باقی ہے۔ دارالعلوم دیوبند اور اس زمانے کے دیگر مدارس عربیہ کی برکت تھی، حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اس ملک میں جب تک یہ مدارس ہوں گے اس کے شاطرانہ چالوں کو قطعاً

غلبہ نہیں ہوسکتا۔ ایوب خان جیسے جابر حاکم نے جب دین میں مداخلت کی، عائلی قوانین، آرڈیننس کے ذریعہ نافذ کیے، تو اس موجودہ وزیر اعظم (بھٹو) نے اس کو مشورہ دیا تھا کہ جتنے مولوی ہیں، ان کو پکڑ کر سولی پر چڑھا دو، محمد ایوب خان نے اس دور میں کسی سے کہا تھا کہ ہم ایک دار العلوم دیوبند کا واویلا کرتے تھے، اب تو پاکستان میں گھر گھر میں دار العلوم بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ دین کی حفاظت فرماتے ہیں ﴿ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ﴾ لیکن وہ ہمارا امتحان بھی لینا چاہتے ہیں کہ ان کی ہمتیں کتنی ہیں بس یہ ہمارا امتحان ہے ﴿ وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم ﴾ اگر ہم نے اس وقت سستی کی، کچھ پرواہ نہ کی، تو بخارا جیسا انجام ہوسکتا ہے۔ بخارا پر علماء طلبہ کا غلبہ تھا مگر غفلت کا یہ حال کہ چند طلبہ ناچ گانے کے لیے رنڈیاں لاتے ہیں، وہ گاتے ہوئے اشعار میں کہتی ہیں ''نفس بتو بخشیدم''۔ نکاح، طلاق تو جدل اور ہزل دونوں سے ہو جاتا ہے، ایک طالب علم کو یہ نکتہ سوجھا اور اُٹھ کر جواب میں ناچتے ہوئے کہنے لگا، ''قبول کردم''، ''قبول کردم'' پھر اس پر نکاح کا دعویٰ کیا اور نکاح ہو گیا یہ ایک جھلک ہے، اس دور کے غفلتوں کی۔

جس وقت تاتاریوں نے حملہ کیا، عالم اسلام پر تو شوافع اور احناف کے باہمی جھگڑے اس حد تک بڑھ گئے تھے کہ ایک شافعی المسلک حاکم وقت کے سامنے حنفی نماز پڑھاتا ہے، تکبیر کی جگہ ''خدائے تعالیٰ بزرگ است'' کہہ کر کھڑا ہوا پھر جلدی جلدی زمین پر ٹھونگے، مارے بیٹھ کر کہا ''یہ ہے حنفی نماز'' پھر ایک حنفی شخص نے منی سے جسم اور کپڑوں کو پلید کیا اور اس حالت میں نماز پڑھ کر کہا یہ ہے ''شوافع کی نماز'' اور اسالۂ دم کی وجہ سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، یہ حالت تھی، ایک دوسرے کی توہین و تذلیل کی تو دشمن نے قبضہ کیا۔ کہتے ہیں کہ دریائے دجلہ کتابوں سے بھر گیا اور پانی سیاہی بن گیا، عرصہ تک بغداد کی گلیوں میں مسلمانوں کا خون بہتا رہا۔ اس وقت ہم میں بھی کوتاہیاں ہیں لیکن آج ہم اس ارادے سے جمع ہوئے ہیں کہ ان حالات کا ایمانی قوت سے مقابلہ کر کے رہیں۔

حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام دین کے ایک مسئلہ نے جھنڈا دیا، وہ میں واپس نہیں لے سکتا، یہ فوج اب ضرور جائے گی اس سنت کا احیا ہوگا اگر درندے آ کر مدینے میں ہماری ہڈیاں کیوں نوچنے نہ لگیں، مگر دشمن پر لشکر کشی ہوگی آج تو ہم فوری اور ہنگامی طور پر یہاں جمع ہو گئے، لیکن یہاں سے اٹھنے کے بعد پھر اپنے کاموں میں لگ گئے تو ناکام ہوں گے۔ کامیابی تب ہوگی کہ دل و جان سے تہیہ کر لیں۔ اتفاق قائم رکھیں، اپنے فروعی اختلافات اور شکر رنجیوں کو بالائے طاق رکھیں، یہ نہ سوچیں کہ صدارت اور نظامت ملی یا نہیں، یا نام آیا، نہ آیا، ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر جسد واحد کی طرح ایک مٹھی ہونا ہے اگر کراچی کے کسی مدرسہ پر حملہ ہو تو سب اس کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، اگر ہم اس راہ میں جیل جانے، گولی کھانے، تختہ دار پر چڑھنے کے لیے تیار ہوں گے، تب فریضہ ادا ہوگا۔ حضرت ابوبکر تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے ایک حکم، ایک سنت کی تعمیل کے لیے اس بات پر تیار ہیں کہ درندے ہماری ہڈیاں بھی نوچ لیں تو کوئی بات نہیں، تو ان مدارس میں توکل دین ہے تو صدق دل سے اللہ کے ساتھ معاہدہ کر کے تیار ہوں اور تیاری کریں، انگریز اسی وجہ سے صدیوں میں دین کو ختم نہیں کر سکا۔

پاکستان میں ۲۶۔۲۷ سال سے مختلف حکومتیں، آئیں، قیام پاکستان کے بعد ایک وزیر تعلیم سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے ہاں دینی تعلیم کا منصوبہ کیا ہوگا؟ اس نے کہا، تم کس دینی تعلیم کو سوچ رہے ہو، ہاں ہم یہاں یورپ سے اور ازہر سے علماء لائیں گے اور ایسے علماء تیار کریں گے۔ مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا آزاد جیسے علماء کے شاگرد نہیں۔ ہم یہ تہیہ کیوں نہ کریں کہ ہمیں دین کا تحفظ ہر حالت میں کرنا ہے اور دین کے لیے مر مٹنے والے ہی تیار کرنے ہیں۔ جو حکومتوں کی پیش کش ٹھکرائیں گے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم سے امداد لے لو، ہم دیں گے مگر ہم جھونپڑی نشینوں کا جواب ہونا چاہیے کہ ہمیں مت چھیڑو، ہم ایک پیسہ لینے کے لیے تیار نہیں۔ آپ سب حضرات علماء اور مہتممین ہیں، اللہ تعالیٰ دین کا محافظ بنائے مگر ہماری غلطیوں، کوتاہیوں کی وجہ سے امتحان سر پر آ گیا ہے، یہاں ہم انابت الی اللہ کے ساتھ توبہ تائب ہوں کہ جتنا بھی ہو سکے گا جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں ہوگا، مناسب ہے کہ چند اہل الرائے کی کمیٹی ہو جو مناسب تجاویز عشاء کے بعد عصر کے بعد سوچ لے تاکہ طریق کار واضح اور منقح ہو۔ ......☆......

حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ کی وفات حسرت آیات

کاروانِ آخرت کے مسافروں کی نقل مکانی، جہانِ فانی سے جس تیزی کے ساتھ دار البقاء کی جانب ہو رہی ہے، اور علم و ادب کے روشن چراغ جس برق رفتاری سے گل ہوتے جا رہے ہیں تو بظاہر یہی لگ رہا ہے کہ علم و فضل کے شہر اور بستیاں کچھ ہی عرصہ میں بالکل ویران ہو جائیں گی، ہر مہینے اور ہر ہفتہ کسی نہ کسی عالمِ، دین زعیمِ ملت اور علم و ادب کے کسی نہ کسی آفتاب و ماہتاب کی جدائی پر دل خون بہاتا رہتا ہے۔ تازہ حادثہ کی خبر شیخ الحدیث حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری کی 19 ربیع الثانی 1429ھ کو حسرت ناک وفات ہوئی ہے جو زینت المحدثین، نابغۂ عصر، فخر علماءِ دیوبند حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کے باکمال فرزند تھے۔ آپ کی یہ نسبت خود بھی بہت بڑی سعادت کی علامت ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ جو ہر ذاتی اور خداداد صلاحیتوں اور محنت شاقہ کی بدولت، علم و فضل کی بلند ترین اوجِ ثریا پر پہنچ گئے تھے، زندگی بھر آپ نے درس و تدریس اور خصوصاً حدیث نبوی ﷺ کی خدمت میں گزار دی، دار العلوم دیوبند (وقف) کی عظیم مسندِ حدیث پر اپنے اکابر کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے برسوں قال اللہ قال رسول اللہ کی زمزموں میں خوش الحان رہے، اس کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی خصوصی دلچسپی رہی، اور کئی اہم موضاعات پر متعدد کتابیں تصنیف کیں، آپ کا وجود مسعود علمی دنیا کے لئے سراپا خیر ہی تھا، بر صغیر کے مسلمانوں اور بالخصوص علمی حلقوں کے لئے آپ کا ان نازک حالات میں یوں اٹھ جانا مزید باعثِ قلق و رنج ہے۔ ادارہ وفاق المدارس کی قیادت اور تمام کارکنان دار العلوم دیوبند اور حضرت کے فرزند حضرت مولانا احمد خضر شاہ اور دیگر پسماندہ گان سے دلی تعزیت کرتے ہیں۔ حضرت کے بارے میں تفصیلی مضمون اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔........................(ادارہ)